رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶

نجانہ میر محمد اسحاق صاحب "الحر ضیافت

﴿ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ﴾

ایڈیٹر میر قاسم علی ایم اے

فاروق

قادیان

شیر خریدہ

سپرنٹنڈنٹ محافظین۔ عام۔ طلباء ۔۔۔ شلنگ

ایڈیٹر ۔۔۔ شلنگ

منیجر ۔۔۔ شلنگ

(انڈیا سے باہر فی پرچہ آٹھ آنہ ارسال)

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۳۶ء | نمبر (۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں گلے کی تکلیف سے ناساز رہی۔ احباب صحت کامل کیلئے دعا فرماویں

(۲) صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ بتقریب تعطیل موسمی لنڈن سے بخیریت تمام ۴ جولائی ۱۹۳۶ء کو رونق افروز دارالامان ہوئے۔ تمام احباب نے پرتزکت آپکا استقبال اسٹیشن پر کیا حضرت امیر المومنین اور حضرت مرزا البشیر احمد صاحب ایم۔اے موٹر پر امرتسر تشریف لے گئے۔ اور حضور کے ہمراہ میاں ناصر احمد صاحب ریل میں تشریف لائے۔

(۳) ۵ جولائی ۳۶ء کو حضور نے صاحبزادہ ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ کی بخیریت تشریف آوری پر دعوت طعام دی جسمیں احباب قادیان کو بھی مدعو فرما کر عزت افزائی کی۔

(۴) شیخ محمد یوسف صاحب انصار اللہ سوداگر چرم لائل پور کو خدا نے پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ احباب اس مولود مسعود کی درازی عمر اور خادم دین ہونیکی دعا فرماویں۔ شیخ صاحب نے چھ ماہ کیلئے فاروق کسی کے نام جاری کرایا ہے

جزاکم اللہ احسن الجزاء

جذباتِ عارف

مرجع عشاق عالم قادیاں ہو جائیگا

سرنگوں باطل کو کر کے حق عیاں ہو جائے گا
دینِ حق کے زیر سایہ اِک جہاں ہو جائے گا
اس قدر اکناف عالم سے یہاں آئیں گے لوگ
اُمتِ احمدؐ سے بھر جائے گی دنیا سر بسر
جس قدر ہم کو ستائیں گے یہاں اہلِ زمیں
بلبلیں سب آبسینگی گلشنِ اسلام کی
منکشف ہو کر رہے گا صدق آخر ایک دن
ناز ہے جس باغ کو فضلِ بہاری پر بہت
آج جو کرتا ہے عارفؔ ظلم تجھ پر پے بہ پے

احمدی اک وقت میں سارا جہاں ہو جائے گا
ہم سخن ہو جائے گا اور ہم زباں ہو جائے گا
گھس کے مثلِ ریگ سنگِ آستاں ہو جائے گا
خاکدانِ تیرہ رشکِ آسماں ہو جائیگا
مہرباں اونتا ہی ہم پر آسماں ہو جائیگا
دیکھ لینا باغ رضواں قادیاں ہو جائے گا۔
مرجع عشاقِ عالم قادیاں ہو جائے گا
گردشِ ایام سے مرفِ خزاں ہو جائے گا
کل بفضلِ حق وہ تجھ پر مہرباں ہو جائے گا

(ڈاکٹر عبدالحی بھاگلپوری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۴۵۴۸۔ منکہ محمد قاسم ولد چودھری نتھے خان قوم جٹ باجوہ پیشہ زمینداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت اندازاً مئی ۱۹۰۲ء ساکن چک ۵۵/۲۰ محمود پور ڈاکخانہ او کاڑہ ضلع منٹگمری۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۴ر اپریل ۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ میرا گزارہ زمینداری اور تجارت کی آمد پر ہے۔ جس کا اوسط اندازہ سات روپے ماہوار ہے۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر ایسی جائداد کا کل یا جز وحصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ تو ایسا حصہ میری جائداد متروکہ سے ادا شدہ سمجھا جائیگا۔ لہذا یہ وصیت نامہ اپنی جائداد اور آمدنی کا بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کر دیا ہے۔ ۱۴ ۳/۳۶

العبد محمد قاسم ولد چودھری نتھے خان

گواہ شد۔ چودھری علی بخش چک ۳۳/۱ جنوبی ملکیوالہ۔ ضلع شاہ پور۔

گواہ شد۔ چوہدری غلام محمد امیر جماعت احمدیہ پوہلا مہاراں۔ ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۴۵۶۳۔ منکہ سردار احمد ولد عبدالعزیز صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن نوشہرہ لگے زئیاں ڈاک خانہ نوشہرہ پسرور ضلع سیالکوٹ حال وارد حویلیاں ضلع ہزارہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۷۶/۵/- ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ بشرطیکہ ایسی رقم یا کوئی جائداد میں اپنی زندگی میں پیدا کر سکوں۔

العبد۔ سردار احمد خان پوسٹل کلرک ڈاکخانہ حویلیاں ضلع ہزارہ ۵/۳۶ ۱۰

گواہ شد۔ عبدالغفور پوسٹ ماسٹر ایبٹ آباد کچہری بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبدالسبوح اپیل نویس ایبٹ آباد بقلم خود۔

کاتب الحروف۔ احمد اللہ خان سکرٹری مال انجمن احمدیہ ایبٹ آباد۔ ۵/۳۶ ۱۰

مسوڑوں کا خون زہریلا سانپ ہے

پائیریا کی بیماری کی ابتداء مسوڑوں کے خون سے شروع ہوتی ہے۔ مسوڑوں میں ورم ہو جاتا ہے پیپ پڑ جاتی ہے۔ دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ دانت عمر سے پہلے منہ سے گر جاتے ہیں۔ تمام جسم کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔ انسان سینکڑوں امراض کا شکار ہوا رہتا ہے۔ قوت ہاضمہ کمزور۔ قوت مردانہ میں کمی آجاتی ہے۔ اس موذی مرض کو دفع کرنے کے لئے پائیرس پوڈر نمبر ۱ جو چالیس ادویات کا مرکب ہے۔ پائیرس پوڈر نمبر ۲ جو کشتہ شدہ ادویات کا مرکب ہے۔ پائیرس لوشن جو مسوڑوں کو مضبوط کرنے اور تمام فاضلہ رطوبتوں کو ہذف کرنے پائیریا کے جراثیم کو ہلاک کرنے میں اکسیر ہے استعمال کریں۔ ہر سہ کی مجموعی قیمت عہ ہے۔

نوٹ۔ دائمی زکام۔ کھانسی۔ نزلہ سینہ کمزوری کی دوائی بلا قیمت دی جاتی ہے۔ صرف وی پی کا خرچ ۴ر یا ۵ر ہوگا۔ ۲۱ روز کیلئے دوائی روانہ کر دی جاویگی۔

خاکسار

فقیر احمد خان احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی۔ (پنجاب)

بیاض نورالدین!

وہ صحیح اور اصلی نسخہ جو حضرت قبلہ مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی زبان سے مجھے لکھوایا۔ اور اپنے قلم سے اوس کو صحیح کیا۔ اور خاکسار نے اوس کو تکمیل کو پہنچایا۔ مکمل ہر دو حصہ قیمت پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

اس کے علاوہ

کشتہ طلاء } جسمانی کمزوریوں کے لئے تیر بہدف۔

سرمہ نورالعین!

آنکھوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ ہر مرض۔ ہر موسم ہر حالت میں دونوں چیزیں لاجواب ہیں۔

بندہ کے متعلق حضرت حکیم الامت کی رائے } میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ فضل الرحمن میری نجارب سے واقف اور خوب واقف ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں دق۔ سل۔ نفس الدم میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا۔ اور کامیاب ہوا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ تقویٰ سے کام لیگا تو اس کو خود بھی اور لوگوں کو نفع پہنچے گا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ (نورالدین) رض

خاکسار فضل الرحمن مفتی قادیان دارالامان۔ گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

"قابل تقلید اور کامل نمونہ کون ہے"

(۲)

معزز قارئین! اس مضمون کی گزشتہ قسط میں نہایت شرح وبسط سے بالتفصیل اس بات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح کسی صورت اور کسی طریق سے بھی بنی نوع انسان کے لئے قابل تقلید نمونہ نہیں بن سکتے۔ کیونکہ جس قدر امور بھی حوائج انسانی اور دنیا کی مذہبی۔ اخلاقی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور معاشرتی ضروریات کے لئے ضروری جزو قرار دیئے جاتے ہیں۔ ان تمام میں اگر حضرت مسیح کا طرز عمل اور تعلیم نظر آتی ہے۔ تو صرف پانچ چھ میں باقی سب میں قریباً خاموشی اور عدم علم کا عذر ہے۔ تو ان باتوں کے پیش نظر کیونکر یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح تمام دنیا کے لئے قابل تقلید اور کامل نمونہ ہیں۔

اب اسی موضوع کی دوسری قسط میں جس نکتہ کو میں خیط تحریر میں لانے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح کی ذات کے علاوہ کوئی ایسا وجود یا کوئی ایسا اکمل ترین انسان ہے۔ جس کو صحیح معنوں میں تمام دنیا کا پیشوا اور عظیم القدر قابل تقلید نمونہ قرار دیا جاسکے۔ اور ان تمام حالات کثیرہ مختلفہ میں جو ہر لمحہ دنیوی زندگی میں انسان کے شامل حال ہوتے ہیں۔ ایک مکمل راہنما ہو۔ جس کے فولاد کا ہر پہلو دلکش ہر طرف دیدہ زیب۔ اور ہر عضو پیکر رعنائی ہو جس کے نمونہ کی پیروی کے توسل سے انسان اس معراج کمال تک پہنچ سکے اور اس بلند مینار پر گامزن ہو سکے جو ترقیات انسانی کا منتہیٰ قرار دیا جاسکتا ہے اور اس حقیقی مقام کو حاصل کر سکے۔ جو در حقیقت پیدائش انسانی سے مقصود ہے۔ اور جس کے حصول سے انسان اپنے تئیں فائز المرام کر سکتا ہے تا انسان جس غرض اور جس مقصد وحید کو لے کر اس دنیا میں آیا ہے اس کو ان قیود اور پابندیوں سے بطور احسن بجا لاسکے جس سے اس کی پیدائش کا مقصد اور مطلب حل ہو جائے اور وہ کامیاب و کامران۔ بانیل و مرام۔ فرخندان و شادماں اس دار العمل سے کوچ کر کے حیات اخروی میں اس گوہر مقصود کو حاصل کر سکے۔ جس کو اس کے اعمال کا بہترین ثمرہ کہا جاسکے۔

کیا آپ سمجھے میرا مدعا اس پیارے وجود اور بہترین ماڈل سے کیا ہے؟ میں آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل ایک حقیقی انسان اور عالم روحانیت کی مافوق البشر ہستی کا تذکرہ کرنے لگا ہوں۔ جس کو لوگ "آمنہ کے لعل" سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس کی مدح و ثناء کے گیت گانے کو بہترین روحانی غذا تصور کرتے ہیں۔ جو سرزمین مکہ میں وحشی۔ اکھڑ۔ بشرہ چشم اور درندہ سیرت لوگوں میں پیدا ہوا اور دنیا کا اکمل ترین انسان گردانا گیا۔ اس نے تمام دنیا کے باطل مذہبوں کو اسلام کے مقابل للکارا۔ جس کسی نے مقابلے کی ٹھانی وہ بدترین ذلت سے صفحہ دنیا سے نیست و نابود کر دیا گیا۔

آپ کی جادو بیانی نے لاکھوں دلوں کو مسحور کر لیا۔ اور لاتعداد سعیدارواح حلقہ بگوش اسلام ہوئیں اور خلعت بیعت سے سرفراز ہو کر اپنی اون جبینوں کو جو شب و روز بتوں کے آگے جھکتی تھیں آستانۂ الوہیت پر لا ڈالا اور اخلاق کے ان بے نظیر اور قابل رشک نمونوں کا مظاہرہ کیا۔ جس کو اب تک دنیا حیرت انگیز انداز میں بیان کرتی چلی آتی ہے اور تاریخ کے زرین اوراق ان کی بہترین زندگیوں سے مزین نظر آتی ہیں:

آپ کی تمام عمر میں نہیں۔ بلکہ مدنی زندگی کے صرف دس سالہ عرصہ میں اس قدر تعجب آفرین کوائف کا ظہور پذیر ہونا اور پھر اتنی کثرت سے کہ تمام شعبہائے زندگی میں ایک قابل تقلید نمونہ کا موجود ہونا صحیح الفطرت انسان حیرت و استعجاب کے انتہاء سمندر میں غوطہ زن ہو کر محو حیرت ہو جاتا ہے۔ کہ ایک اُمّی۔ غریب۔ یتیم نے جس کو ساری قوم چھوڑ چکی۔ اور وہ جو گھر سے بھاگ کر غاروں میں چھپتا پھرا۔ ایسے قابل تحسین کارنامے دکھائے مگر واقعات کی کون تردید کر سکتا ہے۔ اور میں کون جو انکار کی جرأت بھی کروں۔ جبکہ دوست۔ دشمن۔ تاریخ کے زرین اوراق۔ دنیا کا جغرافیہ۔ سیر اعظموں کی پولٹیکل تبدیلی سلطنتوں کا عروج و زوال۔ یورپ کے پادری ہندوستان کے آریہ۔ حتیٰ کہ سوامی دیانند تک اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

انسانی عقل ان تمام واقعات کا ادراک کرنے سے تا حال قاصر ہی ہے کہ آخر کونسی قوت قدسی اور بجلی کی طاقت تھی جس نے اس کے اندر اس قدر جوش۔ ولولہ عشق۔ پاکیزگی۔ طہارت۔ تقدس۔ اور اولوالعزمی پیدا کر دی تھی۔ جس کے پیش نظر وہ بربریت افزا آواز اور ہولناک مواقع سے بھی تو نہ ڈگمگاتا تھا۔

جس کی باطل شکن صدا نے ضلالت و گمراہی کے قلعے مسمار کر دیئے اور کفر اپنے ساز و سامان کیساتھ زندہ درگور ہو گیا۔

اس کی زبان کی ہر حرکت میں رازہائے معرفت کا خزانہ مخفی تھا۔ اس کی تقریر روحانیت کے پیاسوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے آب حیات تھی۔ اُس نے اپنے کامل اور قابل تقلید نمونہ سے جو ہر مذہب وملت کے لئے دعوت عام تھا۔ محبت وعقیدت کی اُن آہنی زنجیروں سے جکڑا جن سے وہ نکلنا اپنی ذلت، ورسوائی خیال کرتے اور ان میں اور زیادہ جکڑے جانا دنیا وما فیہا کی ظفر مندی اور اقبال مندی خیال کرتے تھے۔ ایک غیر جانبدار بھی رسول عربی (فداہ امی وابی) کا بلند ترین حوصلہ اور صحابہ کرام کی فقید المثال جان نثاریوں کا مطالعہ کرکے متحیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس بات کو خاطر میں بھی نہیں لا سکتا۔ کہ دنیا کا کوئی زبردست سے زبردست جرنیل بھی اپنی جماعت میں اس قدر بے نظیر استقلال مستعدی اور جان نثاری پیدا کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے کارہائے نمایاں سے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں۔ ان کو اپنے قلوب میں حیرت افزا جذبہ پیدا کرنے پر مجبور کر دیں۔

چنانچہ فاضل محقق گاڈ فری ہگینس صاحب مرحوم اپنی کتاب موسوم بہ "اپالوجی فرام محمدؐ" کے فقرہ (۱۲۳) میں لکھتے ہیں۔ کہ "عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے وہ درجہ منتہ دینی اس کے پیروؤں میں پیدا کیا۔ کہ جس کو عیسےٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ اور اس کا مذہب اس تیزی کے ساتھ پھیلا جس کی نظیر دین عیسوی میں نہیں۔ چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سی عالیشان اور سرسبز سلطنتوں میں غالب آگیا۔ جب عیسےٰؑ کو سولی پر لے گئے۔ تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتداء کو موت کے پنجہ میں چھوڑ کر چلدیئے۔ اگر بالفرض اس کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت تھی۔ تو اس کی تشفی کے لئے تو موجود رہتے اور صبر سے اس کے اور اپنے ایذا رسانوں کو دھمکاتے۔ برعکس اس کے محمدؐ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد وپیش رہے۔ اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈالکر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا"

حق آگاہ اور صداقت شعار قلوب "فاضل محقق" کی اس عبارت پر غور کریں۔ اور سوچیں کہ صبر وثبات میں اور استقلال میں صحابہ کرام کس درجہ معرفت کے انسان تھے۔ اور سمجھیں کہ جو ہستی اور وجود ان مقربان بارگاہ الٰہی کا سردار قافلہ سالار تھا۔ اور جس کے فیضان صحبت اور اثر تربیت سے یہ بے مثال دولت ان کو دستیاب ہوئی۔ وہ کس درجہ کا عظیم الشان تھا۔ اگر خاطر میں نہ لاسکیں۔ تو ہم عیسائی حضرات کو جو ہمارے اس موضوع میں مخاطب ہیں۔ ایک ایسے حق گو عیسائی فاضل کی زبان سے سمجھا دیتے ہیں جو اپنی اعلےٰ لیاقتوں اور علم وفضل کی وجہ سے تمام یورپ کا ہیرو مانا جاتا ہے۔ یعنی مسٹر کارلائل صاحب مرحوم۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "ہیرو ورشپ" لکچر دوم صفحہ ۴۳ میں فرماتے ہیں۔

"پس ہم محمدؐ کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا۔ اور نہ ہی اسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں۔ جو سخت وکرخت پیغام اس نے دنیا کو دیا۔ بہرحال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا۔ مگر اس کا مخرج وہی ہستی تھی۔ جس کی تہاہ کسی نے بھی نہیں پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی چھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا۔ جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کے منور کرنے کو نکلا تھا۔ اور بے شک اس کے لئے امر ربانی یونہی تھا"

پس میرے مندرجہ بالا اس دعویٰ کے جواب میں کہ غیر جانبدار بھی رسول عربی کی لائف کو پڑھ کر حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ دو مشہور اور فاضل عیسائی محققین کے اقوال کافی ہیں۔ اور ہر ذی ہوش اور سلیم العقل انسان ان کو پڑھ کر اسلام کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔

میرے محترم قارئین! یہ صرف اور صرف اس بے نظیر وجود حضرت محمد صلعم کا بہترین نمونہ اور شاندار برکات تھیں جس نے باستعداد ربانی اپنے وجود میں وہ بات پیدا کی۔ جو فی الحقیقت ایک باکمال لیڈر۔ ریفارمر اور مذہبی مصلح کو لازم حال ہونی چاہیئے۔ آپ پر زندگی کے تمام وہ واقعات وارد ہوئے جو لازمہ بشریت قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور جو وارد نہ ہوئے آپ نے کرکے دکھا دیئے بتا دیئے تاکوئی بات چھوٹ نہ جائے۔ احادیث تمام ان باتوں سے جو انسانی ضروریات اور حوائج میں جزو لاینفک ہو کر رہ گئے ہیں۔ بھری پڑی ہیں۔ جس سے صحابہ کرام کی وارفتگی کا پتہ چلتا ہے۔ غرضیکہ آپ نے تمام پولیٹیکل معاملات میں ایسے نمونے چھوڑے کہ کوئی دانشمند انسان اسلام جیسے عمدہ مذہب* میں داخل ہونے کے لئے والہانہ انداز میں داخل ہونے کی ترغیب دیتی ہیں۔ جس کے پیشوا کا ہر نمونہ قابل تقلید ہر بات قابل عمل اور ہر فعل قابل صد تحسین ہے۔ اور جو تمام امور کا عمدہ فوٹو اور بہترین تصویر ہے جس کا ہر پہلو دلکش اور تمام اطراف حسین ترین ہیں۔

میرا دل اس وقت اُچھل رہا ہے۔ اور ان ہنگامہ خیز ناقابل ضبط خیالات کے پیش نظر میں مجبور نظر آتا ہوں۔ کہ حضور صلعم کے بے نظیر کارہائے نمایاں دکھلانے کے علاوہ صحابہ کرام کی والہانہ جان نثاریوں کا عقلی اور نقلی لحاظ سے تذکرہ کروں۔ تا یہ معلوم ہو۔ کہ ہمارا ممدوح ومقتدا معرفت کے کس بلند ترین مقام پر کھڑا تھا۔ اور اس عدیم المثال ریفارمر اور مذہبی مصلح کی شاندار تعلیم سے اس کے متبعین نے کیا اخذ کیا۔ کیونکہ کامل نمونہ اور قابل تسکین مصلح وہی کہلا سکتا ہے۔ جو اپنی تعلیم اور اپنی تربیت سے اپنے پیروؤں کو ویسا جامۂ عمل پہنا سکے نہ یہ کہ صرف ایسی آواز دینے پر اکتفا کرے۔ جو بالبداہت بے اثر ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیحؑ کے

م *۔ اور محمد رسول اللہ جیسے باکمال نبی کو کسی جگہ سے ناقص اور نامکمل نہیں دیکھتا۔ بلکہ جس شعبہ زندگی میں انسان چلا جائے۔ وہاں ہی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ جو انسان کیلئے تسکین آفرین اور فرحت افزا ہیں۔ اور اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متبعین کا حال ہے۔ انجیل کے اوراق ہمیں بوضاحت بتا رہے ہیں۔ کہ ان کی تعلیم کا کیا اثر ہوا۔ اور اُس درخت نے کیسے پھل پیدا کئے؟ کیونکہ حضرت مسیح کا اپنا قول ہے کہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔" لیکن چونکہ اس قسط کا مضمون ایک طوالت پکڑتا جا رہا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ حتی المقدور کسی اگلی قسط میں بیان کر سکونگا۔ اور مقابلتاً بتاؤں گا۔ کہ آنحضرتؐ کے نمونہ اور تعلیم کے درخت نے کونسے حلاوت افزا پھل پیدا کئے۔ اور حضرت مسیحؑ کے ناقص نمونہ اور تعلیم نے کیا گل کھلائے۔ اُن حالات کثیرہ مختلفہ کا تطابق جو انسانی زندگی کا ضروری جزو قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور جو میں پہلی قسط میں بیان کر چکا ہوں۔ انشاء اللہ اگلی قسط میں آئیگا۔ اس وقت مضمون کی طوالت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ (خاکسار:۔ ملک نذیر احمد ریاض "جامعہ")

احراری مشن

اسلام میں میت کی تعظیم کی تعلیم

اور قادیان کے احراری

اسلام ایک کامل اور سچا مذہب ہونے کے لحاظ سے ہر اس بات سے جو کہ اخلاق شرافت اور تہذیب کے خلاف ہو منع فرماتا ہے۔ ایک میت خواہ وہ کسی مسلمان کی ہو۔ یا غیر مسلم کی اس کے متعلق بانیٔ اسلام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ فرماتے ہیں۔

اذا مرت بك جنازة يهودي او نصراني او مسلم فقوموا لها۔ (مشکوٰت باب المشي بالجنازه) کہ جب تمہارے پاس سے کوئی جنازہ گزرے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی یا مسلم کا تمہارا فرض ہے کہ تم اس کے لئے احتراماً کھڑے ہو جاؤ۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے عمل سے بھی ثابت ہے کہ آپ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ عن جابرٍ قال مرّت جنازة فقام لها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقمنا معه فقلنا يا رسول الله انها يهودية فقال ان الموت فزع فاذا رأيتم الجنازة فقوموا متفق عليه (مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ۔ کہ حضرت جابر سے روایت ہے۔ ایک جنازہ گزرا۔ تو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ہم نے کہا یا رسول اللہ وہ جنازہ تو ایک یہودی عورت کا تھا تو آپ نے فرمایا کہ موت ایک گھبرا دینے والی چیز ہے۔ جب بھی تم کوئی جنازہ دیکھو تو ضرور تعظیمی طور پر کھڑے ہو جایا کرو۔

یہ ہے وہ تعلیم اور اسوۂ حسنہ جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور جس پر عمل کرنا ہر مسلمان اور امت محمدیہ میں سے کہلانیوالے کا فرض ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام اور دیگر مسلمین نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ صحابہ کرام کا عمل بھی حدیث سے ثابت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب المشي بالجنازه میں ہی ایک حدیث آتی ہے۔ عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال کان سهل بن حنيف و قيس ابن سعد قاعدين بالقادسية فمرّ عليهما بجنازةٍ فقاما فقيل لهما انها من اهل الذمة فقالا ان الرسول الله صلى الله عليه وسلم مرّت به جنازة فقام فقيل له انها جنازة يهودي فقال اليست نفسا متفق عليه۔ کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ سہل بن حنیف اور قیس ابن سعد قادسیہ مقام پر بیٹھے تھے۔ کہ ایک جنازہ گزرا۔ وہ فوراً کھڑے ہو گئے۔ تو ان کو کہا گیا۔ کہ یہ جنازہ تو ذمیوں کا تھا کہنے لگے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تھا۔ تو آپ کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کہ حضور یہ جنازہ تو یہودی کا تھا۔ تو فرمایا کیا وہ انسانی جان نہیں تھی۔

اس حدیث میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعظیم میت کی وجہ بھی بتا دی ہے۔ کہ تمہیں ہر انسانی نفس کی عزت کرنی چاہیئے۔

آج کل احراری اس بات کے دعویدار ہیں۔ کہ ہم ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر کامل طور پر عمل کرنے والے اور آپ کے حقیقی متبعین کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور احمدیہ جماعت اپنا ہر کام ہر فعل منافقانہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے صریح خلاف کرتی ہے۔ لہذا مسلمان نہیں ہو سکتی۔ اور اس بناء پر وہ حکومت سے یہ پُرزور مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے۔ ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ کہ قادیان میں چند خورد سال احمدی بچے فوت ہو گئے۔ جنہیں قادیان کے قریب کے ایک قبرستان میں جو احمدیوں کی ملکیت ہے دفن کرنے کا انتظام کیا گیا۔ لیکن بعض احراریوں نے پولیس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمیت وہاں آکر مزاحمت شروع کر دی۔ اور فساد پر آمادگی کا اظہار کیا۔ اور طرح طرح کے آوازے کسنے لگے۔ کبھی کہتے اٹھاؤ اپنے مُردوں کو۔ اور کبھی یہہ کہتے کہ ہم ان مردوں کو قبروں سے باہر کُتّوں کے آگے پھینک دینگے۔ اور اسی طرح مختلف طریقوں سے احمدیوں اور ان مردہ بچوں کے خاندان کے افراد کی دل آزاری کرتے رہے۔ اور اگر ان کو موقع مل جاتا۔ تو وہ ان مردہ بچوں کی لاشوں کی بے حرمتی کرنے میں کوئی منصوبہ بھی اٹھا نہ رکھتے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ان کے شر سے محفوظ رکھا یہ تو وہ واقعات اور بے حرمتی ہے جو ان اموات کی کیگئی۔

لیکن ہم ان احراریوں سے جو باوجود یہ دعویٰ کرنے کے کہ ہم ہی کامل اور حقیقی مسلمان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ یہہ پوچھتے ہیں۔ کہ کیا میت کی تعظیم کے متعلق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے۔ قطع نظر اس کے کہ احراری ہم کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں۔ ہم ان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کس تعلیم اور کس اسوہ کے ماتحت انہوں نے ان معصوم بچوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ کہ ہر انسانی نفس خواہ وہ یہودی ہو۔ یا عیسائی۔ غرضیکہ کوئی بھی ہو اس کی لاش کی عزت اور احترام کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ لیکن ان احراریوں کا طرز عمل صریح طور پر آپؐ کی تعلیم کے خلاف ہے۔

یہ ہیں ان لوگوں کے کارہائے نمایاں جن کا دعویٰ ہے کہ ہم ہی اسلام کے واحد ٹھیکیدار ہیں۔ ایک شریف طبع انسان احرار کے اسی فعل سے ہی اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مقابلے پر یہ کس حد تک حق پر ہیں۔

خاکسار

محمد صدیق امرتسری "جامعہ" عفی عنہ

رسول اکرم صلعم فیلڈ مارشل کی حیثیت میں

آفرینش عالم سے لیکر آج تک دنیا میں بیشمار مذاہب رونما ہوئے۔ ان میں سے بعض مذاہب تو فی الواقع خداوند تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اور بعض "ایجاد بندہ" سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ جن مذاہب کے قصر نظر فریب کی بنیاد دجل و تلبیس پر تھی۔ وہ حق و صداقت کے ایک ہی تیز و تند جھونکے سے زمین کے برابر ہو گئے۔ وہ مذاہب جو خدا کی طرف سے تھے۔ اس کے متعلق ہمارا ایمان ہی نہیں۔ بلکہ تاریخ کے ٹھوس حقائق اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ وہ خاص قوموں کے لئے اور ایک خاص وقت کے لئے آئے۔ نیز ان مذاہب کی آسمانی کتابوں میں اتنی تحریف ہو چکی ہے۔ کہ آج ہم ان کے اصلی خط و خال کو پہچان بھی نہیں سکتے۔ ہم مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ کہ جب سے یہ عالم سفلی پر وہ کتم سے منصۂ شہود پر آیا۔ اور جب سے اس آفتاب عالمتاب نے اپنی حیات خداداد کے اولین روز اس کرۂ خاکی پر اپنی پہلی شعاعیں ڈالیں دنیا میں جتنے ادیان و ملل آئے ان سب سے مکمل ترین اور جامع ترین دین حقہ اسلام ہی ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جو انفرادی طور پر ہر متنفس اور اجتماعی طور پر ہر قوم کی ہر وقت اور ہر دور میں اس کی مدنی معاشرتی اقتصادی اخلاقی اور روحانی ارتقاء کا ہر لحاظ اور ہر پہلو سے کامل طور پر کفیل ہو سکتا ہے۔ نیز اسلام کی جامعیت کے پیش نظر قیامت تک اس روئے زمین کے نیچے بسنے والوں کے لئے کسی دوسرے نئے مذہب کی ضرورت نہیں۔ ارباب فہم و فراست کے نزدیک ہر دعویٰ کے لئے دلیل کا ہونا لازمی ہے۔ آؤ ہم دیکھیں کہ اسلام کے اس دنیا کو لرزا دینے والے دعویٰ کے جواز میں کیا دلائل ہیں۔ اور وہ دلائل بھی ایسے ہونے چاہئیں۔ جو اپنے اندر ہر اس ذی فہم انسان کو جس کے دل و دماغ پر سیاہ پردے نہ پڑے ہوں۔ یا جس کے دل پر ختم اللہ علیٰ قلوبھم کی مُہر نہ لگی ہوئی ہو۔ اپنی حقانیت کا قائل کرانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

حقیقی رہنما

رب سے پہلی دلیل جس پر ہماری نظر پڑتی ہے۔ وہ قرآن حکیم کا صحیفۂ آسمانی ہے۔ حکمت و معرفت۔ ظاہری و باطنی علوم۔ سیاسی تدبر۔ عمرانی فراست کا کوئی ایسا اصول نہیں جو قرآن مبین میں دلنشین پیرائے میں مذکور نہ ہو۔ قرآن کریم کی سچائی کا سب سے نمایاں معجزہ یہہ ہے۔ کہ دنیا کے ہر فرد کے لئے قطع نظر اس کے کہ وہ شاہ ہو یا گدا۔ سیاسی لیڈر ہو یا مذہبی پیشوا۔ آقا ہو یا غلام جرنیل ہو یا سپاہی اس کے زندگی کے ہر بوقلموں مراحل کی اُلجھنوں کے لئے اپنے اندر حکیمانہ نصائح رکھتا ہے۔ جن کو پڑھ کر اور جن پر گامزن ہو کر وہ اپنی اُلجھنوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اسلام کی صداقت کی دوسری دلیل خود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی طیبہ ہے [illegible] قرآن کریم فلسفیانہ نکات اور حکیمانہ پیغامات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ وہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ان نکات کی عملی تفسیر ہے۔ حضور کی زندگی ہمارے لئے ہر مرحلہ پر چراغ راہ کا کام دیتی ہے۔ ہم سفر میں ہوں یا حضر میں۔ حاکم ہوں یا محکوم۔ میدان کارزار میں ہوں۔ یا کسی امن و عافیت کی وادی میں۔ امیر ہوں یا غریب۔ غرض پاکیزہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ کیوں نہ ہو۔ حضور انور کی زندگی اور حضور کے اقوال و افعال ہمیں گمراہی سے بچاتے ہیں۔ سیاسیات حافرہ پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے۔ کہ آج دنیا میں ہر طرف جنگ کے مہیب بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ہر ملک اور ہر قوم کسی آنے والی خوفناک لڑائی کے لئے سرگرم عمل ہے نوع انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے نئے نئے حربی آلات بنائے جا رہے ہیں۔ اور آج ہر ملک کی آنکھیں ان کے روحانی پیشواؤں کی بجائے ان کے جرنیلوں اور فیلڈ مارشلوں پر لگی ہوئی ہیں۔ آج وہی لیڈر مقبول عام ہے۔ جو خود "انا ولا غیری" کا فرعونی نعرہ لگاتا ہے۔ اور اپنی قوم کو دعوت مبارزت دیتا ہے۔ یہ ایک ازلی حقیقت ہے۔ کہ دنیا سے جنگ کا نام و نشان نہیں مٹایا جا سکتا۔ اور جب تک اس دنیا کے وسیع اور عریض خطہ پر دو انسان موجود ہیں۔ لڑائی کا وجود نامسعود بھی دنیا میں قائم رہے گا۔

تحفظ حقوق کا نظریہ

اسلام اس حقیقت کا معترف ہے۔ لیکن جب ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ اسلام ہر لحاظ سے ایک مکمل مذہب ہے۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے ہر مرحلہ پر مشعل ہدایت کا کام دے سکتی ہے۔ تو آؤ دیکھیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ آج کل کے بھوکے درندوں کی طرح غراتے ہوئے جرنیلوں اور فیلڈ مارشلوں کے لئے کیا کیا بصیرت افروز نور پیش کرتی ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سات لڑائیوں میں حصہ لیا ہے جن میں پہلی تین نہایت اہم ہیں۔ انسانی قتل و غارت کے ان خونی مرقعوں کے لئے حضور نے جو ہدایات اور احکام جاری کئے۔ اور جو احکام نامہ حضور نے مرتب فرمایا۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زرّیں الفاظ میں مندرجہ ذیل ہے۔

"اے مسلمانو! جب میدان جنگ میں تمہاری اپنے دشمنوں سے مٹھ بھیڑ ہو جائے۔ تو اسلام کے سچے نام لیواؤں کی طرح کامل دلجمعی سے لڑو۔ اپنے ہوش و حواس قائم رکھو۔ اور خود کو اپنے بہادر اور اسلاف کا سچا جانشین ثابت کرو۔ فوجی نظام اور لشکر کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے جھنڈوں کے نیچے رہ کر لڑو۔ اور بہادری سے ڈٹے رہو۔ اپنے قائد اور سپہ سالار کے وفادار رہو۔ اور ان کے احکام کو دل و جان سے بجا لاؤ۔

اپنے دشمنوں کے سامنے بزدلی دکھاتے ہوئے اپنے ہتھیار مت پھینکو۔ اور لڑائی میں کبھی پیٹھ مت دکھاؤ۔ اس امر کو اپنے دل میں اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ کہ تم یہ خاک و خون کی ہولی صرف ایک مقصد کے لئے کھیل رہے ہو۔ اور وہ مقصد یہ ہے۔ کہ دنیا میں انسانی فلاح و بہبود اور سچائی کا علم بلند ہو۔ جب تم میدان جنگ میں اترو تو دشمن کی تعداد کو دیکھ کر اپنے چہروں پر گھبراہٹ کے آثار نہ آنے دو۔ دشمن کی تعداد کثیر سے خوف نہ کرو۔ اور اس امر کو قطعاً نظر انداز کر دو۔ کہ دشمن تعداد میں ہم سے زیادہ ہیں۔ تم دنیا میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کا ڈنکا بجانا چاہتے ہو۔ وہی تمہارا حامی و ناصر ہے۔ خداوند کارساز اگر تمہیں جنگ میں فتح و نصرت دے۔ تو دیکھو اپنی طاقتوں سے ہرگز ہرگز ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ ہر وقت اس بات کا خیال رکھو کہ تمہاری تلوار کس مقصد کے لئے خون آلود ہوتی ہے۔ اے مسلمانو! فتح کی حالت میں دشمن کے بچوں بوڑھوں۔ عورتوں اور ان کے بیمار افراد کو کسی قسم کی تکلیف یا گزند نہ پہنچاؤ۔ جب تم دشمن کے ملک سے گزرو۔ تو کھجور کے درخت مت کاٹو۔ کھیتوں کو برباد مت کرو۔ جھونپڑوں اور مکانات کو تلف مت کرو۔ اپنے دشمن کے ذخیرہ اجناس سے صرف اسی قدر لے لو۔ جس کی تمہیں اپنے حوائج پورا کرنے کے لئے ضرورت ہو۔ دشمن کے شہروں پر قبضہ کر لو۔ لیکن ضرورت سے زیادہ تباہی نہ ہونے پائے۔ ہاں اگر دشمن کسی مکان یا قلعہ میں چھپ جائے تو اس مکان کو نیست و نابود کر دو۔ قیدیوں سے اور ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو تمہارے رحم و کرم پر چھوڑ دیں مہربانی سے پیش آؤ۔ وہ لوگ جو مقہور ہوں یا تم سے باغی ہو جائیں یا باہمی فیصلہ شدہ شرائط کی خلاف ورزی کریں ان کو کچل کر رکھ دو۔

اے مسلمانو! اپنے دشمنوں سے کبھی دغابازی نہ کرو۔ جو معاہدہ تم ان سے کرو۔ اس میں جھوٹ اور فریب کو دخل نہ دو۔ اپنے معاہدوں اور اپنے افعال میں مخلص رہو۔ اور ہمیشہ خود کو ایک اولوالعزم شریف بہادر اور راست گو ثابت کرو۔ اپنے قول اور وعدوں کا پاس رکھو۔ راہبوں اور درویشوں کو مت ستاؤ۔ ان کی جھونپڑیاں تلف مت کرو۔ لیکن ان افراد کو جو تمہاری شرائط ماننے سے انکار کریں۔ ان کو موت کی سزا دو۔

(ماخوذ از وٹ از اسلام مصنفہ مسٹر جے ڈبلیو۔ لوگرڈر صفحہ ۵۵ مطبوعہ انگلستان)

نوٹ۔ فاضل مصنف (مسٹر جے ڈبلیو لوگرڈر) مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اور ان کا اسلامی نام (شیخ حبیب اللہ ہے)

یہ ہے ہدایت و نور کی وہ شمع جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ آجکل کے جرنیلوں اور فیلڈ مارشلوں کے لئے بہم پہنچاتی ہے۔

غزوات نبی کی بے نظیر مثال

حضور اکرم جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ سات غزوات میں شریک ہوئے۔ جن کی تفصیل کے لئے ایک کتاب درکار ہے۔ سب سے پہلے حضور نے حرب فجار میں بحیثیت سپاہی کے شرکت فرمائی۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیلہ میں ہوئی تھی۔ اس کا مقصد اعلائے کلمۃ الحق نہ تھا۔ اس لئے حضور نے کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا۔ اسلام کے نزدیک جنگ صرف ایک ہی صورت میں جائز ہے۔ اور وہ مدافعانہ ہے۔ یہ فرقہ دارانہ جنگ تھی۔ لہذا حضور نے جنگ میں حصہ نہ لیا۔ آج دنیا میں کتنے سپاہی ہیں۔ جو اولوالعزمی کے اس درجہ تک پہنچتے ہیں۔ جو رسول اکرم نے دنیا میں پیش کیا۔

غزوۂ بدر میں حضور نے شرکت فرمائی۔ اس جنگ میں حضور کے حکم سے میدان جنگ کے قریب تمام کنوئیں مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لئے۔ پانی پر اگرچہ قبضہ تھا۔ لیکن ساقی کوثر کا فیض عام تھا۔ اس لئے دشمنوں کو بھی پانی لینے کی اجازت عام تھی۔ اللہ اللہ یہ ہے اسلام کے اس جلیل القدر فیلڈ مارشل کی رواداری۔ مسلمان سپاہیوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایفائے وعدہ کی مثال سُن لیجئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی قلیل تھی۔ دشمن زیادہ تھے۔ ان حالات میں اسلامی لشکر میں ایک آدمی کی زیادتی بھی نعمت غیر مترقبہ تھی۔ لیکن دو صحابی ابو حذیفہ بن الیمان الوحیلی مکہ سے آتے ہوئے رستہ میں دشمنوں سے جنگ میں عدم شرکت کا وعدہ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں معاملہ پیش ہُوا۔ فرمایا وعدہ ہر حال میں پورا ہونا چاہیئے۔

جنگ اُحد میں جب کفار نے حضورؐ پر بے پناہ تیر برسائے۔ اور حضورؐ کو زخمی کر دیا۔ تو حضورؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ رب اغفر قومی مالھم لا یعلمون (اے خدا میری قوم کو بخشدے وہ نہیں جانتے) غزوہ خندق میں اسلام کے اولین فیلڈ مارشل (صلے اللہ علیہ وسلم) عام مسلمان سپاہیوں کے ساتھ خندق کھودنے میں مزدوروں کی طرح کام کرتے ہیں۔ راشن ختم ہو جاتی ہے۔ تو پیٹ پر پتھر باندھ کر کام کیا جاتا ہے۔

خیبر کی لڑائی میں جب فوج اسلام مواد خیبر میں پہنچ گئی۔ تو حضور نے شہر میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا مانگی۔

فاتح کی حیثیت سے

"اے خدا ہم تجھ سے اس گاؤں کی اور گاؤں کی چیزوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور ان سب کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔" (ابن ہشام)

نیز یہ معمول تھا کہ حضورؐ جب کسی مقام میں داخل ہوتے تو پہلے مذکورہ بالا دعا مانگ لیتے۔ آج کل جرنیل کسی مفتوح شہر میں داخل ہوتے وقت اپنی قومی عظمت اور تفاخر کے گیت گاتا ہے۔ مفتوح قوم کے علوم و فنون کو برباد کرنے کی ترکیبیں سوچتا ہے۔ لیکن کیا اس بیسویں صدی کے گم کردہ راہ فیلڈ مارشل اور جرنیل حضور اکرمؐ کی زندگی سے راہ ہدایت پر نہیں آسکتے؟

یہ سنت نبوی تھی۔ کہ رات کو کسی مقام پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ "اذا نزل قوما بلیل لم یغزھم حتی یصبح" موجودہ زمانے میں جبکہ تہذیب و کلچر کو یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ اپنے پورے جوبن پر ہے۔ ہر ملک میں دشمن کے رات کو حملہ سے بچنے کے لئے آنکھوں کو خیرہ کرنے والی سُرخ لائٹ کے مینار نصب کئے جا رہے ہیں۔ اور کہیں ایسے حملوں سے بچنے کے لئے شہروں کی روشنی کو یک لخت بند کرنے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

جنگ حنین میں دشمن تیروں کا مینہ برسا رہا ہے مجاہدین اسلام دشمن کے بے پناہ حملوں سے خائف ہو کر ہوا ہو جاتے ہیں۔ لیکن بظاہر یاس و نامیدی کے خوفناک ماحول میں ایک مقدس پیکر جو اپنی جگہ پر ڈٹ کر کھڑا ہے۔ وہ حضور انور کی ذات گرامی ہے۔ حضور کے ثبات کو دیکھ کر فوج دوبارہ اکٹھی ہو جاتی ہے اور شکست فتح میں مبدل ہو جاتی ہے۔ حضور کے جنگی کارناموں سے سب سے زیادہ سبق آموز فتح مکہ ہے۔ مکہ میں حضورؐ پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے۔ حضورؐ اب اس شہر میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوتے ہیں۔ بدترین دشمن سامنے آتے ہیں۔ اور معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور کی مجاہدانہ زندگی میں ایسے ایسے واقعات ہیں۔ کہ اگر ان کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے۔ تو اچھی خاصی کتاب بن جائے۔ یہاں تو یہ حال ہے۔ کہ

زفرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم ؛ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

حضورؐ کی زندگی ہر لحاظ اور ہر پہلو سے قرآن حکیم کی ایک جامع تفسیر ہے۔ اور حضور نبی اکرم کے نبی آخر الزمان ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ حضور کی زندگی ہر مرحلہ سے گذری تاکہ دین حقہ اسلام کی عملی کتاب کا ہر باب مکمل ہو جائے۔ حضورؐ دنیا کے سامنے ایک مظلوم صابر بہادر سخی۔ بردبار۔ روحانی پیشوا۔ جج۔ سپاہی اور جرنیل کی حیثیت میں پیش ہوتے ہیں۔ اور زندگی کے ہر دور میں ایسے ایسے نمایاں اصولوں کی بنیاد رکھتے ہیں۔ جو رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔ اور لوگوں کے لئے سرمایۂ نور ھدایت بنتے رہیں گے۔

(ماخوذ)

تجارت کرو بیکار نہ پھرو

مندرجہ ذیل چار قسم کا وارنش بنا کر روزی کماؤ۔ اور بیکاری سے مت گھبراؤ۔ چند روز میں مالا مال ہو جاؤ۔

ناظرین فاروق کی خدمت میں صنعت و حرفت کے چند آسان اور مفید نسخہ جات پیش کرتا ہوں۔ اگر بے کار نوجوان تھوڑا سا سرمایہ لگا کر ان کی تجارت شروع کر دیں۔ تو سو روپیہ ماہوار پیدا کر لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ذیل میں چند وارنشوں کے نسخہ جات درج کئے جاتے ہیں۔ جو ولایت سے آکر ہندوستان میں بہت گراں قیمت پر ہندوستان میں فروخت ہو رہے ہیں۔ نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی تمام تر توجہ صنعت و حرفت کی طرف مبذول کر کے ملک کی بڑھتی ہوئی بیکاری کو دور کریں۔

وارنش لکڑی اور لوہے کیلئے

اجزاء بروزہ خشک ۱ سیر۔ رال ½ سیر۔ تیل مٹی ½ سیر

ترکیب:۔ کسی مٹی یا لوہے کے مضبوط برتن میں رال اور بروزہ کو ڈال کر تیز آنچ پر پکائیں۔ جب پگھل کر ایک جان ہو جائے۔ تو آگ سے نیچے اتار کر مٹی کا تیل شامل کر دیں اور کسی لکڑی سے ہلاتے رہیں۔

نوٹ۔ مٹی کا تیل آگ سے نیچے اتار کر کافی فاصلہ پر رکھ کر ڈالنا چاہیئے۔ ورنہ آگ لگنے کا اندیشہ ہے۔

پھر ٹین کے خوبصورت ڈبوں میں بند کر کے اپنے نام کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیبل لگا کر فروخت کریں۔ یہ وہ وارنش ہے۔ جو ہر جگہ پینٹر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بغیر اس وارنش کے کوئی رنگ تیار نہیں ہو سکتا۔ یہ وارنش رنگ کو پختہ اور چمکدار کرتا ہے۔ اور لکڑی اور لوہے کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔

وارنش صرف لکڑی پر کرنے کیلئے جو لکڑی سے تیار شدہ اعلیٰ سے اعلیٰ اشیاء پر کیا جاتا ہے

اجزاء:- رام رچ (پیلی مٹی) ایک پونڈ۔ سریش ۴ اونس۔ پانی ۸ اونس۔ رومی مصطگی ۲ اونس دانہ لاکھ ۴ اونس۔ سپرٹ میتھلڈ ۲۴ اونس۔

ترکیب:- پیلی مٹی کو توے پر ڈالکر بھون لیں۔ جب اس کا رنگ سرخی پر ہو جائے۔ تو اتار کر کسی باریک کپڑے میں سے چھان لیں۔ سریش ۴ اونس کو ۸ اونس پانی میں ڈالکر پکائیں۔ جب پانی ۵ اونس کے قریب رہ جائے۔ تو اتار کر اس میں پیلی مٹی ڈالدیں۔ اور کسی برش سے لکڑی پر رنگ کر کے سوکھنے کے لئے رکھدیں بعد میں دانہ لاکھ اور رومی مصطگی سپرٹ میتھلڈ میں ڈالکر حل کریں۔ اور کسی برش سے اس مرکب کو رنگ کی ہوئی لکڑی پر متعدد بار کرنے سے نہایت صاف پختہ اور چمکدار پالش ہو جائے گا۔

وارنش برائے لوہا

یہ وارنش ولایت سے بن کر آتا ہے اور "گوپال وارنش" کے نام سے ہندوستان میں فروخت ہوتا ہے یہ ایک ایسا نسخہ ہے۔ جو کم ہندوستانیوں کو معلوم ہے۔ اور جن کو معلوم ہے وہ اس کو بتانا نہیں چاہتے۔ لیکن میں یہ نسخہ بھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

اجزاء:- رال سفید ۸ اونس۔ رومی مصطگی ایک اونس۔ چپڑالاکھ ایک اونس۔ تیل تارپین دس اونس۔

ترکیب:- رال۔ رومی مصطگی۔ لاکھ کو نرم آنچ پر پگھلائیں جب یک جان ہو جائے۔ تو آگ سے اتار کر تیل تارپین شامل کر کے کسی کپڑے میں سے چھان لیں۔

ہر چیز پر چڑھنے والی وارنش

السی کا تیل ایک سیر کسی برتن میں ڈالکر پکائیں جب گاڑھا ہونے لگے۔ تو اس میں رال سفید آدھ پاؤ باریک پیس کر ڈالدیں۔ اور خوب حل کریں۔ اس کے بعد نصف چھٹانک تارپین کا تیل ڈال دیں۔ اور بخوبی ملا دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر صاف برتن میں رکھیں۔ یہ عمدہ چمکدار وارنش ہے۔ جو ہر چیز پر چڑھ سکتی ہے۔

لیموں کا شربت رس تیار کرنے کا طریقہ

ہندوستان میں لیموں کے شربت کی درآمد بہت زیادہ مقدار میں ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ گراں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ اس لئے ایک متوسط آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ فروٹ پریزرویشن لیبارٹری زراعتی کالج لائل پور میں تجربات کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ لذیذ لیموں کا شربت گھر میں درآمدہ شربت کے مقابلہ میں تقریباً چوتھائی قیمت پر تیار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

(۱) رس نکالنا:- اچھے تندرست لیموں انتخاب کر کے انہیں پانی میں دھو لیا جائے۔ تاکہ ان پر جو مٹی وغیرہ لگی ہوئی ہو۔ دور ہو جائے مالٹا سنترہ سے رس نکالنے والی مشین یا عام لکڑی کا لیموں نچوڑ جو شربت والے استعمال کرتے ہیں کے ذریعے لیموں کی رس نکالی جائے۔ اور اس رس کو موٹے کپڑے سے چھان لیا جائے۔

(۲) چھنی ہوئی رس کو دھیمی سی آگ پر ۱۳۰ ڈگری فارن ہائیٹ تک گرم کیا جائے۔ اور ایک پونڈ (آدھ سیر) رس کے واسطے دو پونڈ (ایک سیر) کھانڈ کی چاشنی (جس کے بنانے کا طریقہ شق نمبر ۴ میں بتلایا گیا ہے) رس میں ملا دی جائے۔ ملاتے وقت کھانڈ کی چاشنی کا درجہ حرارت ۲۰۰ ڈگری فارن ہائیٹ ہونا چاہیئے۔ اس مرکب کو اچھی طرح ملا کر ان بوتلوں میں بھر دیا جائے جو کہ پہلے کھولتے ہوئے پانی میں ایک گھنٹہ کے لئے رکھی جا چکی ہوں۔ مرکب کے ساتھ ہر ایک بوتل میں تقریباً نصف چھٹانک کے قریب لیموں کی تریاں ڈال لینی چاہئیں۔ اس کے بعد فوراً بوتلوں کو بوتلیں بند کرنے والی مشین کے ذریعے بند کر دیا جائے۔ جہاں یہ مشین دستیاب نہ ہو سکے۔ وہاں عام کارک پگھلی ہوئی موم میں ڈبو کر بوتلوں کے منہ میں لگا دیا جائے۔ رسی یا تار کے ذریعے بوتل کے گلے اور کارک کو باندھ دینا چاہیئے۔ تاکہ کارک اندرونی بھاپ کے زور سے باہر نہ نکل سکے۔

(۳) بند بوتلوں کو کسی موزوں دیگچے میں اتنا پانی ڈالا جائے کہ بوتلیں پانی میں ڈوبی رہیں اور اس پانی کو ۱۷۵ ڈگری فارن ہائیٹ پر ۳۵ منٹ تک گرم رکھا جائے تاکہ بوتلوں کے اندر تمام جراثیم مر جائیں۔ بوتلوں کے نیچے دیگچے میں کپڑا یا لکڑی کا ڈھکن رکھ لینا چاہیئے۔ تاکہ بوتلیں دیگچے کے گرم پیندے سے چھو کر ٹوٹ نہ جائیں۔ جب گرم کرنیکا عمل مکمل ہو جائے۔ تو بوتلوں کو پانی سے نکال کر کسی ٹھنڈی جگہ رکھ لیا جائے۔ اگر بوتلوں کا منہ عام کارک سے بند کیا گیا ہو تو کارک کو بوتلوں کے اندر اچھی طرح دھکیل کر اس پر پگھلی ہوئی موم لگا دی جائے۔ (۴) کھانڈ کی چاشنی تیار کرنیکا طریقہ پانچ پونڈ اڈھائی سیر کھانڈ میں تین پونڈ (ڈیڑھ سیر) پانی ملا کر آگ پر آہستہ آہستہ گھول دیا جائے۔ حتیٰ کہ اس کا درجہ حرارت ۲۳۰ ڈگری فارن ہیٹ ہو جائے پکاتے وقت میل جو اوپر آتی رہے اس کو اتارتے رہنا چاہیئے۔ ہمیشہ صاف ستھری کھانڈ استعمال کی جائے کیونکہ ناقص کھانڈ شربت کی چاشنی کا رنگ سیاہ بنا دیتی ہے۔ کھانڈ کو رس میں براہ راست نہ ڈالنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ کھانڈ کی چاشنی تیار کرتے وقت بہت سی میل نکل جاتی ہے۔ نوٹ:- مزید واقفیت کیلئے فروٹ سپیشلسٹ زراعتی کالج لائل پور سے خط و کتابت کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن

امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث نے اپنے اعمال نامہ "شہادات مرزا" میں پانچواں کارنامہ جو یہودیانہ طرز میں دکھایا ہے۔ اس کا جواب پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے۔ مگر "میں نہ مانوں" کہنے والے کا علاج کیا؟ خدا ہی اس کو سمجھے۔ انسانوں اور قرآن حدیث کے دلائل سے تو وہ سمجھتا نہیں۔ اور عقل سے مدت ہوئی کہ عداوت ڈال چکا ہے۔ بہرحال اوس کا اعتراض معہ جواب ہدیہ ناظرین ہے۔ وباللہ التوفیق

شہادت نمبر ۵ اور اسکا جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب نے شہادت نمبر ۵ میں جو مضمون پیش کیا ہے۔ وہ شہادت نمبر ۴ کے مضمون کے ساتھ تعلق رکھنے والا اور محمدی بیگم کے نکاح والی پیشگوئی کا ہی ایک حصہ ہے۔ یعنی داماد احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی کے متعلق کہ جس کی میعاد اڑھائی سال مقرر کی گئی۔

مولوی صاحب نے اپنی اس شہادت زور میں یہ دکھایا ہے۔ کہ داماد مرزا احمد بیگ کہ جس کی موت کے متعلق اڑھائی سال کی پیشگوئی کی گئی۔ اور جس کی میعاد ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کی تاریخ سے شروع ہو کر ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء تک ختم ہوتی ہے۔ اس پیشگوئی کے مطابق مقررہ میعاد کے اندر نہیں مرا۔ مولوی صاحب اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ "جب اکتوبر ۹۴ء گذر گیا۔ اور مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔ اور مخالفوں نے طعن و تشنیع کرنے شروع کئے۔ تو حضرت مرزا صاحب نے ان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک آخری اعلان شائع فرمایا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم (اٹل) ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی۔ اور میری موت آجائے گی۔"

(رسالہ انجام آتھم صفحہ ۳۱)

جواب۔ بار بار لکھا گیا ہے۔ کہ داماد احمد بیگ نے الہام توبی توبی کی شرط سے فائدہ اٹھایا اور احتراز اور اجتناب کی راہ سے تکذیب اور بے باکی سے اپنے تئیں باز رکھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب انجام آتھم کے صفحہ ۳۲ پر مولوی صاحب والی منقولہ اور محولہ عبارت کے بعد اس سے دوسرے ہی صفحہ پر یوں فرماتے ہیں۔

"فیصلہ تو آسان ہے! احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالےٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔" پھر یہ بھی تحریر فرمایا کہ

"ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اس کو بے باک کر دے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔"

اس منقولہ بالا عبارت سے بوضاحت ظاہر ہوتا ہے۔ کہ داماد احمد بیگ کا پیشگوئی کی میعاد مقرر کے اندر فوت نہ ہونا بوجہ اجتناب از بے باکی و تکذیب کے ہوا۔ اور یہ فائدہ اٹھانا اسی الہامی شرط کی بنا پر ہی ہوا۔ کہ جس کی طرف الہام توبی توبی کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں۔

اور حضرت ممدوح کا یہ فرمانا۔ کہ فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔" ان الفاظ سے یہ بات بھی بوضاحت ثابت ہوتی ہے۔ کہ محمدی بیگم کے نکاح والی پیشگوئی کہ جس کے وعدہ کا وقوع اس کے شوہر کی موت کے وعید کے وقوع سے مشروط قرار دیا گیا۔ دراصل ان لوگوں کی تکذیب اور بے باکی ہی کی وجہ سے ہوئی۔ جس کی اصل غرض ان لوگوں کی اصلاح مدنظر تھی۔

چنانچہ جب داماد احمد بیگ نے بے باکی اور تکذیب کی راہ سے اجتناب کیا۔ تو وہ ہلاکت سے بچ گیا۔ اور اس کے بچنے پر جب مخالفین نے طعن و تشنیع کرنا شروع کیا۔ تو آپ نے جواب میں ہی فرمایا کہ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر مخالفین نے اسے تکذیب کا اشتہار دینے پر کثیر روپیہ دینے کی آمادگی بھی ظاہر کی۔ لیکن پھر بھی اس نے تکذیب اور بے باکی کی راہ سے اجتناب ہی ظاہر کیا۔ جس کی وجہ حضرت ممدوح نے لکھا۔ کہ "ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اس کو بے باک کر دے۔" اب بات بالکل صاف ہوگئی۔ کہ وعید کی موت کا اس سے تھمنا بے باکی سے رکنے اور باز رہنے کی وجہ سے ہوا۔ چنانچہ اسی کی تائید میں الفاظ ذیل پائے جاتے ہیں۔

"سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔" سو دنیا جانتی ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نہ اب اور نہ ہی احمد بیگ کی موت کے بعد بے باکی دکھائی نہ ہی تکذیب کی اور نہ ہی تکذیب کے لئے کبھی اشتہار دیا۔ بلکہ اس کے منقولہ خط سے جو بارہا پیش کیا گیا۔ تکذیب اور بے باکی کی نقیض ظاہر ہوتی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۱۳۳ میں فرماتے ہیں :-

"اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا۔ یا عرش پر۔ مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عبارت میں تین باتوں کا اظہار فرماتے ہیں (۱) یہ کہ نکاح والی پیشگوئی شرطی تھی۔ اور شرط توبی توبی والے الہام سے پیش کی گئی (۲) یہ کہ اس شرط کو ان لوگوں نے پورا کیا۔ یعنی تکذیب سے باز آ گئے اور جیسے کہ حضرت ممدوح نے حقیقۃ الوحی میں ذکر کیا ہے۔ احمد بیگ کی موت کے بعد ان لوگوں نے آپکی طرف دعا کرانے کے لئے خطوط لکھے۔ اب ایسے لوگوں کا اس شخص کی طرف دعا کرانے کیلئے خطوط لکھنا کہ جسے وہ پہلے کاذب اور مفتری اور مکار سمجھتے تھے۔ کیا یہ امر ان کی حالت کی تبدیلی اور رد با صلاح ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ پس نکاح کا وعدہ جو مشروط بوقوع وعید تھا۔ شرط کے پورا کئے جانے سے بمحو اللہ ما یشاء کے قانون کے ماتحت آ کر فسخ ہو گیا۔

نیز فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب اور فتوح الغیب میں سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی جائز ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے وعدہ کرے۔ اور اسے پورا نہ کرے یا اس کے پورا ہونے کو ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فتوح الغیب کے مقالہ ۴۴ کی شرح کرتے ہوئے بزبان پاری یوں رقمطراز ہیں۔

"اشکال در اینجا انیست کہ فرمودند وعدہ کہ بعارف از درگاہ خداوندی میرود گاہے آں وعدہ وفا کردہ نمیشود و آں موعود بالشیاں رسانیدہ نمیشود۔ پس اینجا خلف در حق لازم آید و آں باتفاق روا نبود۔ جوابش آنکہ شاید کہ آں وعدہ در واقع موقوف بر وقتے دیگر باشد در دنیا یا در آخرت واگر در وقت معین نیز وعدہ کردہ باشند تواند کہ مشروط و مقید باشد بشروط و قیودے کہ بندہ را بر اں اعلام ندادہ اند۔"

اور یہ سوال کہ حضرت مرزا صاحب نے اس نکاح کی طرح داماد احمد بیگ کی موت کو بھی تقدیر مبرم قرار دیا ہے۔ اس کا جواب بھی پہلے تقریروں و تحریروں کے ذریعہ کئی مرتبہ دیا جا چکا ہے۔ تاہم اس موقع پر بھی کچھ عرض کر دیا جاتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ تقدیر کے معلق اور مبرم ہونے کا علم تو اس علیم اور قدیر ہستی کو ہی ہو سکتا ہے جس کی ذات پاک اور جس کے صفات کا مصدر اقدار ہونا رب کیلئے مسلم ہے۔ اور انسان جب تک خدا نہ اسے بتائے۔ خواہ قول سے خواہ فعل سے خود بخود سمجھنے سے قاصر ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا۔ باوجود قرینہ الہام توبی توبی کے داماد احمد بیگ کی موت کو تقدیر مبرم قرار دینا یا تو توبی توبی والے الہام سے پہلے کا ہے۔ اور اگر بعد میں ایسا فرمایا ہے۔ تو اجتہادی طور پر لاغیر۔

اور تقدیر کے متعلق حضرت مجدد سرہندی اپنے مکتوب میں عبارت ذیل تحریر فرماتے ہیں۔

"قضائے معلق در گونہ است۔ قضائے است کہ تعلیق او در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بر آں اطلاع دادہ و قضائے کہ تعلیق او نزد خداوند جل شانہ و بس در لوح محفوظ صورت تنفاذ مبرم دارد۔ و ایں قسم آخر از قضائے معلق نیز احتمال تبدیل دارد در رنگ قسم اول" حوالہ کیلئے دیکھو جلد اول مکتوب ۲۷۰ یعنے تقدیر مبرم کے علاوہ تقدیر معلق دو قسم پر منقسم ہے اول وہ قضاء کہ جس کا معلق ہونا لوح محفوظ میں ظاہر کیا جاتا ہے اور اس پر ملائکہ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ دوسری وہ قضا کہ جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے۔ اور لوح محفوظ میں وہ تقدیر مبرم کی صورت میں ہوتی ہے۔ لیکن یہ قسم بھی پہلی قسم قضائے معلق کی طرح بدلنے کا احتمال رکھتی ہے اور آیت واللہ غالب علی امرہ اور دعائے قنوت کا فقرہ وقنی شر ما قضیت اور سورۃ فاتحہ کی آیت اھدنا الصراط المستقیم اور آیت صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہ جن سے یہ بشارت ملتی ہے کہ ایک مغضوب اور ضال انسان بھی اس دعا کے ذریعے منعم ہو کر اپنی مبرمی تقدیر سے خواہ وہ کیسی ہی ہو محفوظ رہ سکتا ہے۔ صاف بتا رہی ہیں کہ انسانوں میں سے کسی کیلئے بھی شقاوت اور بدبختی تقدیر مبرم کے طور پر نہیں اور نہ ہی کسی کی ہلاکت اور کسی کا معذب ہونا تقدیر مبرم کے طور پر پایا جاتا ہے۔ بلکہ عالم اسباب میں انسانی حالات کے بالمقابل جس تقدیر کو قانون شریعت کے ماتحت زیادہ تر دخل ہے وہ تقدیر معلق ہی ہوتی ہے خواہ وہ بقول حضرت مجدد صاحب ملائکہ کے علم تک محدود رہے۔ خواہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم تک۔ اور اگر اس امر کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر ایک طرف خدا تعالیٰ کے غالب علی امرہ اور علی کل شیء قدیر ہونے اور دوسری طرف الدعاء یرد القضاء کے معنوں کی صداقت میں بھی فرق آتا ہے۔ پھر جب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام تو اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ انسان اپنی فطرت کی اصلیت کے لحاظ سے مسلم ہے اور کفر اور عصیان کی حالت صرف عارضی ہے جو علل اور عوارض کے طور پر لاحق حال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو جاتی ہے۔ جس کا علاج کرنے سے انسان اپنی اصلی حالت پر جو حقیقت اسلام کے معنوں میں ہے آجاتا ہے۔ پس اس لحاظ سے کسی انسان کی بھی شقاوت اور بدبختی تقدیر مبرم کے معنوں میں نہ ہوئی۔ اور مثلاً یہ کہنا۔ کہ ابوجہل شقی ازلی اور یقیناً جہنمی ہے یہ بمعنے اظہار نسبت علم سابق و بمراد اظہار نسبت مآل ہے۔ ورنہ علم الٰہی کسی انسان کو دائرہ اختیار کے اندر مجبور نہیں کرتا۔

ایسا ہی آیت قل مایعبأ بکم ربی لولا دعاءکم سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دعا وہ چیز ہے۔ کہ جس سے انسان کی خدا تعالیٰ کو پرواہ کرنی پڑتی ہے۔

اور اس سے انسان کے لئے ایک بشارت ظاہر ہوتی ہے کہ انسان دعا کے ذریعہ اپنی تقدیر کو ٹلا سکتا ہے بشرطیکہ دعا مناسب طور پر میسر آجاوے۔ اور دعا جو انسان کے ضعف و عجز اور خدا کی قوت اور قدرت کو چاہتی ہے انسان کے دعا کرنے کے وقت بوجہ غیرت خدا تعالیٰ کے فیضان کو جوش میں لاتی ہے۔ کیونکہ دعا کی حقیقت جب یہ ہے کہ انسان اپنی دعا کے وقت اپنے عجز اور اسباب کی عدم موافقت پر نظر رکھتے ہوئے خدا کے سامنے اس کی بے نہایت قدرت اور رحمت کو مدنظر رکھ کر اس سے استفاضہ کرے۔ تو ایسی حالت میں گویا انسان اپنی دعا سے یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اے خدا میں تو عاجز ہوں۔ کہ مجھ سے فلاں کام نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا تو بھی میری طرح عاجز ہے۔ تب خدا تعالیٰ بوجہ غیرت کے پسند نہیں کرتا۔ کہ وہ اپنی قدرت کے ہوتے ہوئے اپنی حالت کو عاجز انسان کے مشابہ ٹھہرائے۔ تب وہ کام جو انسان کرنا چاہتا ہے۔ لیکن بوجہ ضعف اور عجز کے کر نہیں سکتا۔ خدا اسے کر دیتا ہے۔ اور اس سے افاضہ اور استفاضہ کی نسبت کو قائم کرنے سے اپنی ہستی کا تازہ ثبوت بخشتا ہے

اب جبکہ دعا کے ذریعے انسان اپنا کام خدا سے کرانے کے لئے التجا کرتا ہے۔ اس لئے دعا ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعہ خدا اپنے بندہ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی قائم مقامی میں وہ کام کر دکھاتا ہے۔ جس کے کرنے سے بندہ عاجز ہوتا ہے۔ اور سب نبیوں اور ولیوں کے پاس خزائن الارض والسموات کے حصول کے لئے کوئی مفتاح ہے تو یہی دعا۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ جو ام الکتاب ہے۔ اس کے نصف اول میں حمد الٰہی اور نصف ثانی میں زیادہ تر دعا ہی کا مضمون ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ دعا کو خدا نے انسان کے لئے کیسا ضروری کر دیا حتےٰ کہ اس کے مغضوب اور ضال ہونے کی حالت میں اس کے منعم ہونے کے لئے اور غضب اور ضلالت کی تقدیر بدلنے کے لئے کوئی امر پیش کیا ہے تو دعا ہی کو پیش کیا ہے۔

پس جب دعا سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ اور صدقات سے غضب الٰہی کی آگ حسب ارشاد الصدقات تطفی غضب الرب بجھ سکتی ہے۔ تو بایں صورت باوجود توبی توبی والے شرطی الہام کی شرط کے تحقق کے حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرنا حماقت اور خلاف تعلیم اسلام نہیں تو اور کیا ہے۔ پس تشریح پیش کردہ کی رو سے مولوی ثناء اللہ کی شہادت زور نمبر ۱ بھی ان کے لئے مفید مطلب نہ ہو سکی۔ اور نہ ہی اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں کچھ فرق آسکا۔ والحمد للہ علےٰ ذالک (از (حضرت فاضل) غلام رسول راجیکی)

کتب فاروق بک ایجنسی

(محصول ڈاک بذمہ خریدار)

قرآن مجید بطرز یسرنا القرآن مترجم مجلد ۔ ۸ر

حمائل شریف معرا نہایت خوشخط مجلد ۔ ۴ر

حمائل شریف مترجم۔ نہایت خوشخط مجلد ۔ ۴ر

حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور معروف کتاب مجلد ۔ ۸ر

ازالہ اوہام ہر دو حصہ فیر مجلد ۔ ۴ر

آئینہ حق نما۔ بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب ۔ ۴ر

قتل مرتد۔ از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے ۔ ۴ر

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے قیمت صرف ۵۱۰ر

تحفہ مسیتر ہاں، مستری عبدالکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات ۵ر

ہدایات زریں۔ برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ ۵ر

بطالوی کا انجام مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت قیمت صرف ۴ر

چھوت کا سچوت ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف قیمت ۲ر

خلافت محمود مصلح موعود امیر پیغام کا جواب ۸ر

مرقع ثنائی مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعود کے مقابلہ سے فرار قیمت ۴ر

تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب۔ ۶ر

صادق کلمات مولوی ثناء اللہ کے رسالہ سبحانی کا دندان شکن جواب۔ ۴ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے قیمت صرف ۴ر

التشریح التصحیح۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب ۸ر

بحر حقیقت غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب قیمت ۴ر

تنقید صحیح فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف ۴ر

مشین گن رد آریہ میں لاجواب تصنیف ۴ر

ویدک توحید کا آئینہ رد آریہ ۲ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱ر

دھرمپال کا کچا چٹھہ رد آریہ ۱ر

کا

فاروق بک ایجنسی قادیان

دار الامان

التوفیق شیخ محمد علی بیرسٹر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا